کتاب نما

Searching for Solace [مفسر قرآن عبداللہ یوسف علی کی سوانح]، ایم اے شریف۔
ناشر: اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، فیصل مسجد، اسلام آباد۔ صفحات: ۳۱۴۔ قیمت: درج نہیں۔

عبداللہ یوسف علی، برعظیم کے ان قابل قدر افراد میں سے تھے جنھوں نے اسلام کا پیغام پھیلانے کے لیے ٹھوس بنیادوں پر کام کیا۔ ان کے کارنامۂ حیات سے آگاہی کے لیے یہ ایک قیمتی کتاب ہے جس میں فاضل محقق نے، عبداللہ یوسف علی کے لیے ہمدردانہ جذبات رکھنے کے باوجود، حقائق سے چشم پوشی یا بے جا تاویل و اِستدلال سے کام نہیں لیا۔

عبداللہ یوسف علی ۱۴ اپریل ۱۸۷۲ء کو سورت (گجرات) کے داؤدی بوہرہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد، برطانوی پولیس کے سابق افسر تھے۔ عبداللہ یوسف علی نے انجمن اسلام، بمبئی کے اسکول کے بعد عیسائی مشنری ادارے ولسنز اسکول میں تعلیم پائی۔ پھر بمبئی یونی ورسٹی سے امتیازی پوزیشن کے ساتھ گریجوایشن کی، اور سینٹ جانز کالج، کیمبرج کے لیے وظیفہ پایا۔ ۱۸۹۴ء میں انھوں نے انڈین سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ برطانوی سرکار کی یہ ملازمت ان کے علمی ذوق کی آبیاری میں رکاوٹ نہ بنی۔ انھوں نے تعلیم، تاریخ، ثقافت اور علوم دینیہ پر لکھنے کے لیے قلم اٹھایا اور بڑی کامیابی سے اپنے دائرۂ تحریر میں وسعت پیدا کی۔ اسی دوران برطانوی حکومت کے سفیر برائے ثقافتی امور کی حیثیت سے ترکی اور عرب دُنیا کا دورہ کیا۔

عبداللہ یوسف علی کی شخصیت پہلودار اور عجیب وغریب تھی--- ایک طرف وہ تاجِ برطانیہ کے نہایت وفادار تھے اور دوسری طرف انھی کے اقتدار میں مسلمانوں کی بھلائی اور فلاح کا خواب دیکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ: ''ترقی پسند اسلام، برطانوی استعمار کے قدم بہ قدم چل کر راستہ پا سکتا ہے'' (ص ۸۳)۔ انھوں نے ۱۹۲۴ء میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو (پنجاب) کی 'جمعیت تنظیم' سے وابستگی اختیار کی، جو تشدد پسند ہندوتحریک سنگھٹن کی جارحانہ سرگرمیوں کا توڑ کرنے کے لیے وجود میں آئی تھی (ص ۷۷)۔ ایک مرحلے پر ریاست حیدرآباد دکن میں وزارت کا قلم دان سنبھالا، پھر اچانک اسے بھی چھوڑ کر چل دیے۔ کتاب

کے پانچویں باب ''جنیوا سے لاہور تک'' (ص ۸۹-۱۱۸) میں بڑی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ عبداللہ یوسف علی کن عزائم کے ساتھ اسلامیہ کالج لاہور سے وابستہ ہوئے اور کن حالات اور ارباب کالج کے متضاد رویوں کے باعث لاہور سے واپس گئے۔

کتاب کے ۱۰ ابواب' عبداللہ یوسف علی کے مزاج' رجحان طبع' افکار' مہم جویانہ ذوق اور علمی پیش رفت کی رنگا رنگ تصویریں پیش کرتے ہیں۔ فاضل ممدوح کا زندہ رہنے والا کارنامہ' قرآن عظیم کی انگریزی تفسیر وترجمہ ہے۔ مصنف کے خیال میں وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ سائنسی تحقیق وتفتیش' اپنی سچائی تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے' تاہم اس باب میں ان کا رویہ سرسید جیسے مجرد عقل پرست crude) (rationalist فرد جیسا نہیں تھا (ص ۱۷۹-۱۸۰)۔

اس تفسیر میں قرآنی متن کی تشریح کے لیے کئی مقامات پر تاویل و استدلال کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے' وہ مسلمہ اسلامی تعلیمات اور فکر سے ٹکراتا ہے (مثال کے طور پر: فرشتے' جنت' جنّ' ڈارون کے نظریہ ارتقا کی تائید وغیرہ)۔ عبداللہ یوسف علی کا اصل علمی ورثہ یہی تفسیر ہے' مگر زیرنظر کتاب میں اس پر سیر حاصل بحث نہیں کی گئی۔ اس وجہ سے ایک گونہ تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ ضمیمہ نمبر ۱ میں مصنف نے نشان دہی کی ہے کہ اس انگریزی تفسیر کے کس کس ایڈیشن میں اصلاحات کی گئی ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ یوسف علی کا جو ترجمہ وتفسیر مارکیٹ میں موجود ہے' وہ مصنف کی رحلت کے بعد سے اب تک مختلف اصحاب کی اصلاح وتصحیح' کانٹ چھانٹ اور ترمیم و اضافہ شدہ شکل ہے۔ مگر افسوس اور تعجب یہ ہے کہ ترمیم و اضافہ کرنے والے افراد کے ناموں کو واضح نہیں کیا گیا۔ اس صورت واقعہ پر معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد حمیداللہ کا یہ اعتراض بڑا وزنی ہے کہ: ''مصنف کی مرضی کے بغیر اس کے متن میں ترمیم وتغیر کا یہ عمل ایک خطرناک رجحان کو پروان چڑھائے گا۔ اس کے بجائے ہونا یہ چاہیے کہ مصنف کے متن کو جوں کا توں رہنے دیا جائے اور اتفاق واختلاف کو فٹ نوٹ کے ذریعے واضح کیا جائے'' (ص ۲۲۷)۔ بہرحال ۱۹۳۴ء کے بعد سے اصلاحات اور ترامیم کے مسلسل عمل سے گزرنے والی یہ انگریزی تفسیر مقبولیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ انگریزی زبان وادب پر عبداللہ یوسف علی کی گرفت اور اسلوب بیان کی نیرنگی نے اسے کلاسیک کا درجہ دے دیا ہے۔

اس معروف اسکالر کی عائلی زندگی تلخیوں سے عبارت تھی۔ چنانچہ لمبے عرصے تک تنہائی کا دکھ اٹھانے کے بعد وہ نہایت بے بسی و بے کسی اور کس مپرسی کے عالم میں' سینٹ اسٹیفن ہسپتال (برطانیہ) میں ۸۱ برس کی عمر میں ۱۰ دسمبر ۱۹۵۳ء کو انتقال کر گئے۔ ایم اے شریف کا پیرایۂ بیان بہت دل چسپ ہے اور انھوں نے اس تذکرے کو مصدقہ معلومات کے موتیوں سے سجایا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر ادارہ تحقیقات اسلامی

کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری اور ان کے رفقا مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ایسی کتابوں کی اشاعت سے اسلامی علوم کے ورثے تک رسائی کی راہیں کشادہ ہوں گی۔ (سلیم منصور خالد)

ترقی اور تعلیم' پروفیسر عمر قادری۔ بیکن بکس' گل گشت' ملتان۔ صفحات: ۱۸۰۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

ہمارے ملک میں تعلیم کو آزادی کے بعد صحیح رخ نہیں دیا گیا۔ نظریہ حیات کے حوالے سے واضح تصورات رکھنے کے باوجود ہم نے زمانے کی ہوا کے ساتھ چلنا گوارا کیا۔ تعلیم میں حقیقی پیش رفت کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم اس دائرے میں بے منزل و بے مقصد کاررواں کی طرح ترقی کے ایک جھوٹے تصور کی خاطر ادھر ادھر ٹکریں مار رہے ہیں۔ پروفیسر عمر قادری نے اس کتاب میں ۱۰ عنوانات کے تحت' تعلیمی صورت حال کے پس منظر میں' اصلاح کے لیے صحیح خطوط اجاگر کیے ہیں۔ ذریعہ تعلیم اور یکساں نظام تعلیم کے ابواب میں انھوں نے اہم بنیادی امور کی نشان دہی کی ہے۔ اس وقت' جب کہ ایک منظم کوشش معاشرے کو خصوصاً تعلیم کو سیکولرائز کرنے کی' کی جارہی ہے' ان باتوں کی اہمیت دوچند ہے' لیکن ان کا لکھنا اور شائع کرنا کافی نہیں' انھیں پھیلانا اور پہنچانا بھی ضروری ہے۔ (مسلم سجاد)

پاکستانی ادب' شناخت کی نصف صدی' غفور شاہ قاسم۔ ریز پبلی کیشنز' ۱۳' ۱۴ / اے' سیکنڈ فلور' تاج محل پلازا' سکستھ روڈ' مری روڈ' راولپنڈی۔ صفحات: ۵۵۴۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

یہ ایک طرح سے ۵۰ سال کے پاکستانی ادب کا جائزہ ہے جسے مختلف اصناف ادب (غزل' نظم' نعت' ناول' افسانہ' سفرنامہ' خودنوشت' انشائیہ' خاکہ نگاری' ڈراما' طنز و مزاح' اسلامی ادب' اقبال شناسی' مزاحمتی ادب' تنقید' تحقیق) کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ آخری حصے میں پنجابی' سرائیکی' سندھی' پشتو' بلوچی اور براہوی ادبوں کا ذکر ہے۔ ۵۰ سالہ ادبی تاریخ کا اس طرح سے جائزہ لینا کہ تجزیہ و تبصرہ بھی ہو اور جائزہ و تنقید بھی اور مختلف رویوں اور رجحانات کی نشان دہی بھی کی جائے' آسان کام نہیں ہے۔ اس کے باوجود غفور شاہ قاسم نے' جو ایک نوجوان تحقیق کار اور نقاد ہیں' اپنے مطالعے میں وسعت اور جائزوں میں مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ ۵۰ سالوں کے اصناف وار جائزے کے لیے خاص وقت اور محنت کے ساتھ گہری تحقیق کی ضرورت ہے۔

یوں تو ہر صنفِ ادب الگ الگ مفصل تحقیقی کتاب کا تقاضا کرتی ہے لیکن مصنف کے لیے اس کا موقع تھا اور نہ وقت۔ چنانچہ انھوں نے اخذ و استفادے سے بھی کام لیا اور اسے اپنے مطالعے اور محنت سے آمیز کر

کے یہ جائزہ پیش کر دیا۔ خوب تر کی گنجایش ہمیشہ باقی رہتی ہے' مثلاً: مزاحمتی ادب کے ذیل میں کشمیر اور افغانستان پر اعجاز فاروقی کے افسانوں یا فلسطین اور یروشلم پر نعیم صدیقی کی منظومات وغیرہ کا ذکر نہیں آسکا۔ تاہم' جائزے میں اسلامی ادب کے تحت ایسی مفید معلومات آ گئی ہیں جو عام ادبی تاریخوں میں نہیں ملتیں۔ اردو ادب و تحقیق کی دُنیا میں غفور شاہ قاسم کی اس کاوش کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (ر-ہ)

انٹرنیٹ ڈائرکٹری' مرتبین: اعظم شیخ' محمد متین خالد۔ ناشر: فاتح پبلشرز' الکریم مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۲۸۰۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

انفرمیشن ٹکنالوجی نے عام آدمی کے لیے معلومات کا حصول اتنا آسان بنا دیا ہے کہ چند برس پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور چند برس بعد کیا صورت ہوگی؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ انفرمیشن ٹکنالوجی کے ایک امریکی ماہر اور استاد کے بقول عین ممکن ہے کہ مستقبل میں آج کی کتابیں' اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ عجائب گھر کی زینت بن چکے ہوں اور ان پر ''زمانہ قدیم کے ذرائع معلومات'' کا لیبل لگا ہوا ہو۔

انفرمیشن ٹکنالوجی کے برپا کردہ اس انقلاب میں انٹرنیٹ کا کردار سب سے اہم اور دُور رس ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے آدمی گھر بیٹھے ہر قسم کی معلومات تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اپنی مرضی اور پسند کی مخصوص معلومات حاصل کرنا بالعموم ایک طویل اور صبر آزما کام ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ''ورلڈ وائڈ ویب'' پر اس قدر کثیر سائٹس موجود ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسے میں اگر انٹرنیٹ چالو کرنے سے پہلے آدمی کسی ایسی کتاب سے مدد لے لے جس میں مختلف موضوعات پر معلومات مہیا کرنے والی ویب سائٹس کی گروہ بندی کر دی گئی ہو' تو اس کا بہت سا وقت بچ سکتا ہے۔ زیرنظر انٹرنیٹ ڈائرکٹری کے مرتبین نے انٹرنیٹ کے صارفین کی اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انھوں نے اس مقصد کے لیے اَن تھک محنت کی ہے جس کی بدولت یہ کتاب قارئین کے ایک وسیع حلقے کے لیے مفید اور کارآمد بن گئی ہے۔

اس کتاب میں مجموعی طور پر ۵۵ عنوانات کے تحت ایک ہزار سے زائد ویب سائٹس کی گروہ بندی کی گئی ہے۔ اہم موضوعات میں تعلیم' اسلام' ماحولیات' بنکنگ اور بزنس' پاکستان' افواج پاکستان' پاکستانی سپورٹس' رشتے' روزگار' سیاسیات' سائنس اور خلابازی' کھیل' سیر و سیاحت' موسمیات اور گھرداری شامل ہیں۔ اہم ویب سائٹس کے بارے میں مختصر یا تفصیلی تعارف دے کر کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اسلام کے موضوع پر عالمی اسلامی تحریکوں' خصوصاً جماعت اسلامی' حماس اور جموں کشمیر لبریشن فرنٹ وغیرہ کے علاوہ

اسلامی معلومات فراہم کرنے والی کئی ویب سائٹس کے بارے میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں انٹرنیٹ سے متعلق اصطلاحات کی ایک فرہنگ (glossary) دی گئی ہے جو ایک عمدہ اضافہ ہے' تاہم بعض ویب سائٹس کے پتوں (addresses) میں کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے' جس کی وجہ غالباً پروف ریڈنگ کا نقص ہے۔ چونکہ کمپیوٹر میں 'ایک شوشے کا فرق' بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے جس ویب سائٹ کے ایڈریس میں معمولی سا بھی تغیر ہوا اسے تلاش کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ پروف خوانی اور ایڈیٹنگ کی غلطیاں بقیہ متن میں بھی نظر آتی ہیں' اگرچہ بہت زیادہ نہیں۔

کتاب کا لے آؤٹ خوب صورت ہے اور عمدہ سفید کاغذ کے ساتھ قیمت بھی مناسب ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کتاب کے آیندہ ایڈیشن میں غلطیوں کی تعداد کو کم سے کم کیا جائے گا اور آئی ٹی کے میدان میں ہونے والی ہمہ وقت تبدیلیوں کے مطابق اصلاحات اور اضافے شامل کیے جائیں گے۔ (فیضان اللّٰہ خاں)

تعارف کتب

☆ **لا ریب فیه**' ابومحمد منظور بن عبدالحمید آفاقی' مکتبہ آفاقیہ' نوتک محمید' ڈیرہ غازی خان ۳۳۴۰۱۔ صفحات: ۵۳۵۔ ہدیہ: ۲۳۰ روپے۔ [ان تمام روایات کا جائزہ جن سے مخالفین نے "تحریف قرآن" کا مضمون کشید کیا ہے۔ قرآن پاک کی حقانیت وصداقت سے متعلق مستشرقین کے اعتراضات' شکوک وشبہات اور غلط فہمیوں کا مدلّل جواب--- بائبل سے متعلق مباحث۔]

☆ **عالمی نظام سیاست و اقتصاد اور افغانستان کی طالبان تحریک**' استاد خالد محمود۔ ناشر: گوشہ علم وتحقیق' المدینہ گارڈن' جمشید روڈ ۲ کراچی۔ صفحات: ۲۰۶۔ قیمت: ۱۸۰ روپے۔ [ایک درجن سے زائد علما و دانش وروں کے تحسینی کلمات کے ساتھ' نظام سیاست و اقتصاد اور افغانستان پر ضروری و غیر ضروری معلومات' وہاں کی تاریخ اور دساتیر پر اصولی اور کتابی مگر یہاں بے محل بحثیں' موجودہ عالمی استعماری طاقتوں کے اقتصادی منصوبوں اور حیلہ وفریب کاریوں کا بے ترتیب تذکرہ' اور بھی بہت کچھ رطب و یابس۔ روسی حملے کے دفاع میں افغان مجاہدوں میں صرف محمد بنی محمدی اور نصراللہ منصور کا ذکر' گویا اور کسی نے مزاحمت کی ہی نہیں' اور پاکستان سے صرف مفتی محمود نے مجاہدین کو گلے لگایا (ص ۱۹۷)۔ حکمت یار پر طنز وتعریض--- ایک غیر متوازن کتاب--- طالبان پر کم سے کم مواد--- تعجب ہے کہ ایک درجن سے زائد دانش وروں اور علما نے کتاب کی تحسین وتعریف میں مبالغہ آرائی کی ہے۔ کیا طالبان کے حامیوں کو بطور مصنف ومولف اس قدر غیر معتدل' غیر متوازن اور یک رُخا ہونا چاہیے؟]

☆ **لمحے کی روشنی**' زاہد منیر عامر۔ ناشر: تناظر مطبوعات' ۵۹۶ نیلم بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور۔ صفحات: ۸۰۔ قیمت: ۵۰ روپے۔ [ایک معلم کے طالب علمانہ مطالعے ومشاہدے کے نتائج پر مبنی ہلکی پھلکی انشائیہ نما تحریریں' مسائل زندگی میں نوجوانوں کی رہنمائی اور ان کے فکر وشعور اور ذہن واحساس کو بیدار کرنے کے لیے حکمت سے لبریز باتیں' جو قاری کی سوچ کو مہمیز لگاتی ہیں۔ عنوانات: مرض کہن کا چارا' ارادہ' فیصلہ' توجہ' اپنی نظر' لمحہ موجود وغیرہ۔ مثبت سوچ اور ادب وانشا کا عمدہ نمونہ۔]

☆ **مراٹھی نامہ**' پروفیسر اکبر رحمانی' ناشر: ایجوکیشنل اکاڈمی اسلام پورہ' جلگاؤں ۴۲۵۰۰۱ (مہاراشٹر) بھارت۔ صفحات: ۱۷۶۔ قیمت: ۲۵ روپے۔]مراٹھی اخبارات کے مضامین اور خبروں پر' بہ صورتِ کالم آموزگار جلگاؤں کے مدیر پروفیسر اکبر رحمانی کے تجزیاتی مطالعوں اور تبصروں کا مجموعہ (مطبوعہ روزنامہ انقلاب اور قومی آواز' بمبئی۔ زمانہ: ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۳ء)۔ مسلم تعلیمی' معاشرتی اور معاشی مسائل پر بھارت کے بعض فرقہ پرست سیاست دانوں' تنگ نظر دانش وروں اور متعصب صحافیوں کے فکر و ذہن کی آئینہ دار تحریروں کا تجزیہ۔]

☆ **کاوش نظر**' ڈاکٹر سید عبدالباری۔ ناشر: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس' ۳۱۰۸ گلی وکیل' کوچہ پنڈت' لال کنواں' دہلی ۶۔ صفحات: ۲۳۲۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔]ادبی تنقیدی مقالات کا مجموعہ۔ ادب اور فن کے مختلف موضوعات پر چند اہم اصولی بحثیں۔ بعض ممتاز اہل قلم (اقبال' سید سلیمان' مومن' جگر' ماہرالقادری' فراق' پطرس وغیرہ) کی کاوشوں پر تنقید و تبصرہ۔ قطعیت سے چند محکم و متوازن اصولوں کی روشنی میں ''خود اعتمادی کے ساتھ خوش گوار اسلوب میں کچھ کام کی باتیں''۔]

☆ **تعلیمی مباحث**' پروفیسر عتیق الرحمن صدیقی۔ ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق' ۳ بہاول شیر روڈ' مزنگ' لاہور۔ صفحات: ۱۴۰۔ قیمت: ۱۰۲ روپے۔]مصنف کی طویل معلمانہ زندگی کے تجربات پر مبنی' تعلیمی مسائل کے مختلف پہلوؤں پر مختصر مضامین۔ تربیتی پہلو اور تدریسی حکمت عملی نمایاں۔ ایک تعمیری نقطۂ نظر رکھنے والے نظریاتی استاد کے گراں قدر خیالات۔]

☆ **کب رات بسر ہوگی؟** پروفیسر شیخ محمد اقبال۔ ناشر: آل پاکستان تھنکرز فورم' ۱۳۱- رحمت پارک' کالج روڈ' سرگودھا۔ صفحات: ۱۳۴۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔]استاذ شاعر اور نقاد اور نابیناؤں کی انجمن کے صدر شیخ محمد اقبال کے فکرانگیز اور مثبت انداز فکر کے ترجمان مضامین کا مجموعہ۔ دراصل ماہنامہ سفید چھڑی کے اداریے: زندگی کے تضادات' توہمات اور غیر صحت مند تصورات و رجحانات پر تنقید بلکہ اُن کے خلاف ''قلمی جہاد''۔ بقول مصنف: ''ہمیں قسمت اور تقدیر کی شکایت کرنے کے بجائے ان زمینی خداؤں کے خلاف صف آرا ہونا چاہیے]اور[یہ ممکن ہی نہیں کہ برائی کی قوتیں ہمیشہ کے لیے اپنی عمل داری برقرار رکھ سکیں۔ بشرطیکہ درست سوچ رکھنے والے سپرانداز نہ ہوں''۔]

☆ **تصوف کی دنیا اور روحانی علاج**' ڈاکٹر امیر فیاض۔ ناشر: فیڈرل ہومیوکلینک اینڈ سٹور' ادھیانہ بازار' مینگورہ سوات۔ صفحات: ۴۳۰۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔]دورِ حاضر کے امراض کا روحانی علاج بذریعہ: صبر' نماز' ذکر' صدقہ' فقر' نصیحت' پیر اور مرید کا باہمی رشتہ۔ انبیاے کرام' صوفیا' صلحا کے اقوال--- استفادہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ، امام غزالیؒ، ابن تیمیہؒ، محمد قطب وغیرہ--- ایک پرخلوص جذبے کے ساتھ متوازن نقطۂ نظر۔]

☆ **شہر رواں**' مشتاق احمد بھٹی۔ پتا: طارق طالب پرنٹرز' ۵۴ میوہسپتال' لاہور۔ صفحات: ۱۶۲۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔]محکمہ ٹیلی فون کی ۳۲ سالہ ملازمت کے ''خوش گوار'' عرصے میں مصنف نے دنیا کے ۲۶ ممالک کے ۵۲ شہر دیکھے۔ یہ سفرنامہ ''انھی شہروں کی یاد میں ہے''۔ سفر کے واقعات و حالات اور تجربات و مشاہدات سادہ اور رواں نثر میں۔ سیکڑوں مقامات اور لوگوں اور جگہوں کا ذکر۔ بیسیوں تصاویر کے ساتھ ایک دلچسپ سفرنامہ۔ مصنف کا دین دارانہ ذہن اور مثبت اور صحت مند زاویۂ حیات۔]